

سورج و چاند گر ہن کے بارے معاصر روایات و اثرات کا اسلامی و سائنسی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of contemporary atmospheric effects of sunburn in the Islamic scientific context

* ڈاکٹر غیاء الرحمن

** ڈاکٹر سید نعیم بادشاہ

Abstract

The rituals are of great importance in the individual and collective life of each community and have a profound impact on its culture and culture, morals and habits, religious beliefs, mental trends and society. The effects of rituals are visible in the development and development of a nation and the decline. In today's modern age there is no shortage of people who have spoken different lysands about the sun and moon eclipses and have adopted the new. These stories have been telling stories for centuries, beginning with low-understanding people who were trying to trick people into their false knowledge. Since ancient times, the moon and the solar eclipse are considered bad and have different types of tissues associated with it. For example, pregnant women do not get out at the time of the eclipse, if they are born with different heart diseases, but may develop mental disorders, and not have a person's luck.

Keywords: Traditions, Eclipses, Islamic and Scientific Education

اسلام کا مقصد اصلی ہی نوع انسان کے انکار کی اصلاح اور تعمیر ذات و کردار ہے۔ اس کردار سازی کے عمل میں حسن معاشرت کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے جس کا تعلق براہ راست معاشرہ کے رسوم و رواج سے ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ورود عرب معاشرے میں ہوا جس میں دنیا کے دیگر معاشروں کی طرح رسوم و رواج کی جڑیں انہائی مضبوط تھیں۔ بیشتر کے بعد آپ ﷺ نے ان رسوم و رواج کی ضروری اصلاح کا آغاز کیا جو عرف و تعامل انسانی اقدار کے خلاف نہیں تھے انہیں برقرار رکھا گیا اور جو اعلیٰ انسانی اقدار کے خلاف تھے ان میں ضروری اصلاح کی اور ناقابل اصلاح ہونے کی صورت ہی تو عضوفاً سد کی طرح اُس رواج کو انسانی فطرت کے خلاف قرار دے کر بالکلیہ ختم کیا گیا۔ لوگوں کے غیر شرعی رسوم پر مسلسل عمل نے اس حد تک ان کی عادت ڈال دی ہے کہ باطل رسوم و رواج کے مقابل کئی بار شرعی احکام کو ٹھکرایا جاتا ہے اس طرف بھی توجہ نہیں دی جاتی کہ آخر ان رسوم کو اپنانے میں مفادات کیا ہیں۔ حالانکہ شرح شریف کا قاعدہ کلیہ ہے۔

”الْخَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَنَتْ عَنْهُ فَهُوَ مَمْعَنًا عَنْهُ“¹

* الموسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔

** جیزیر مین شعبہ اسلامیات زرعی یونیورسٹی پشاور۔

”جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اللہ ﷺ اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خوبی نکلے نہ برائی وہ اباحت اصلیہ پر رہتی ہے۔ اس کے کرنے یا چھوڑنے میں نہ ثواب اور نہ عتاب۔“

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں علاقائی ثافت کا تحفظ بھی پایا جاتا ہے بشرطیکہ وہ مقاصد شرعیہ سے متصادم نہ ہوں کسی معاشرہ میں جس چیز کا رواج ہو جاتا ہے اور لوگ جس کام کو کرنے کے عادی ہوتے ہیں اس کو وہ اچھا سمجھنے لگتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ رسوم و رواج کو بھی محض عادت پڑ جانے کی وجہ سے اچھا سمجھتے ہیں اور ان پر عمل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

نظام شمسی کی پیدائش:

اس نظریے کو تقریباً سبھی ماہرین نے مانا ہے کہ نظام شمسی کے تمام کرات ابتداء میں سورج کے اجزاء تھے بعد میں سورج سے الگ ہوئے چنانچہ ہیئت دانوں کا خیال ہے کہ دو سے چار ارب سال ہوئے خلا میں ایک بہت بڑا واقعہ پیش آیا جبکہ سورج اور دوسرے چھوٹے بڑے ستارے، سیارے بڑی تیزی سے خلاء میں گھوم رہے تھے تو اتفاق سے ایک بہت بڑا ستارہ سورج کے قریب سے گزرا ہی کشش سے سورج اور اس ستارے کی سطح پر بڑے طوفان اٹھے چونکہ وہ ستارہ سورج سے بہت بڑا تھا اس لیے سورج کی سطح نبٹا زیادہ متاثر ہوئی۔

جب وہ ستارہ سورج کے قریب ہوا تو سورج کی سطح پر آتشیں گیس کی سطح اتنی بلند ہوئی کہ وہ سورج کے دائرہ کشش سے باہر نکل گئی اور سورج کا کچھ مادہ اس سے جدا ہو کر بڑے ستارے کی سمت خلاء میں چلا گیا۔

ستارہ سورج سے زیادہ تیز رفتار تھا اس لیے یہ جدا شدہ اس تک تونہ پہنچ سکا لیکن بڑے بڑے گیسی قطروں کی شکل میں پھیل گیا۔ یہ گیسی قطرے اپنی اپنی کشش کے زیر اثر ہم مرکز ہونے لگے اس طرح کئی سیارے ظہور میں آئے جنمیں زمین بھی ہے²

نظام شمسی کا 87.9% مادہ سورج میں ہے اور صرف 13.1% مادہ باقی سیاروں اور سارے چوپوں میں ہتا ہو اے۔³

چاند کی پیدائش:

چاند کیسے وجود میں آیا؟ اس بارے میں ماہرین کے درمیان چار آراء پائی جاتی ہیں:

1. کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ چاند پہلے میں کا حصہ تھا اور بحر الکاہل کے ایک مقام سے علیحدہ ہوا تھا۔

2. بعض کا خیال ہے کہ یہ کہیں اور پیدا ہوا تھا لیکن زمین نے اس کو اپنی کشش کا اسیر بنا لیا۔

3. کچھ اور ماہرین اس کی علیحدہ پیدائش کے حق میں ہیں۔

4. بعض ماہرین اس کو زمین اور مریخ جتنے ایک اور سیارے کے تصادم کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

کون حق پر ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے البتہ سائنسی حقائق آخری قول کے حق میں زیادہ زور دیتے ہیں لیکن تعالیٰ کوئی بھی حتمی رائے قائم کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔⁴

چاند کی یومیہ حرکت 51 منٹ کی سمت روی پر مبنی ہے۔ لہذا اگر آج بالفرض چاند نصف النھار پر نوبجے جو وقت ہو گا تو اگلے دن نوچ کر آکیاون پر ہو گا، البتہ افق پر اس کی مقدار میں کمی بیشی آتی رہتی ہے کیونکہ اس کامدار افق پر ترچھا واقع ہے جس کی بنا پر شمال و جنوب میں تھوڑا بہت فرق آتا رہتا ہے، اس لئے خط استواء اور شمال و جنوب میں طلوع کے اوقات مختلف ہوتے ہیں۔⁵

چاند کا قطر اس کے خط استوا پر 3476 کلومیٹر ہے۔ اس اعتبار سے زمین کا قطر چاند کے مقابلے میں تقریباً چار گناہ زیادہ ہے۔ چاند کی کمیت زمینی کیت کا 81/1 ہے جب کہ چند کی سطح پر اس کی تباوی کشش زمینی کشش نسل کا چھٹا حصہ ہے۔ چاند کے گرد کوئی کرہ ہو آئی موجود نہیں۔ اس کے جنوبی قطب پر سطح کے نیچے دبی ہوئی برف موجود ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی سطح پر پانی کے کوئی آثار نہیں ملے۔ چاند پر دوپہر کے وقت درجہ حرارت 100 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر چلا جاتا ہے۔ جبکہ رات کے وقت یہ درجہ حرارت 155 سینٹی گریڈ ہو جاتا ہے۔ زلزلے کی لہروں کے چاند پر نصب آلات کی مدد سے کیے گئے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس کی اندر ورنی ساخت زمین کی اندر ورنی ساخت سے مشابہ ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ چاند تقریباً 4.6 ارب سال پہلے نظام شمسی کی تشکیل کے وقت ٹھنڈے ذرات کے باہم ملنے سے وجود میں آیا۔ بعد ازاں اس پر شہابیوں کی متواتر بارش سے بہت بڑے گڑھے پڑ گئے جنہیں کریٹر کہا جاتا ہے، ماہرین کا خیال ہے کہ چاند کے زیادہ تر طبعی خدوخال شہابیوں کی اسی بمباری کا نتیجہ ہیں۔⁶

چاند کی سطح:

اسد اللہ شہباز اپنی کتاب الفکیات میں چاند کی سطح کے بارے میں مختصر تحریر کرتے ہیں:

”چاند کی سطح پر بے شمار پہاڑیں، عیلے ہیں، پست و گہری جگہیں ہیں، پہاڑوں کے مابین وادیاں ہیں، وسیع میدان ہیں اور بے نور نشانات و علامات ہیں۔ آتش فشاں پہاڑوں کے دہانوں کے مشابہ بے شمار دہانے ہیں اور سینکڑوں میل طویل بے شمار گہرے شکاف اور گڑھے ہیں۔ ماہرین نے بڑی بڑی دور بینوں کے ذریعے چاند کی سطح کو نہایت غور سے دیکھنے کے بعد کہا کہ چاند کے اس رخ پر جو ہماری طرف ہے آتش فشاں کے دہانوں کے گہرے دہانوں کی تعداد 60 ہزار سے زیادہ ہے۔“⁷

چاند کا فاصلہ:

مشہور یہ ہے کہ زمین سے چاند کا اوسط فاصلہ 2 لاکھ 39 ہزار میل ہے۔ چاند کا زمین سے بعد اقرب یعنی کم از کم دوری 221463 میل اور بعد ابعاد یعنی زیادہ سے زیادہ دوری 10 252710 میل ہے۔⁸

سورج و چاند گرہن بابت سائنسی نظریہ:

علم ہیئت کے ماہرین اور قدیم یونانی فلسفیوں کا قول ہے کہ سات آسمانوں میں سے ہر آسمان پر ہر ایک ستارہ گردش کر رہا ہے جسے وہ کو کب سیارہ ”کہتے ہیں۔ آٹھویں آسمان پر حرکت نہ کرنے والے ستارے میں جنہیں ”ثوابت“ کہتے ہیں۔ آٹھویں آسمان پر سیاروں کے اجتماع سے مختلف شکلیں بنتی ہیں جو نویں آسمان، فلک اطلس پر اس کے شفاف ہونے کی وجہ سے منعکس ہوتی ہیں، انہیں یہ لوگ برج کا نام دیتے ہیں، یہ برج بارہ ہیں، حمل، ثور، جوزہ، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔ سیع سیارات کے نام ہیں: قمر، عطارد، زبرہ، شمس، مشتری، زحل۔ اہل نجوم (ستارہ پرست، جو ستاروں کی تاثیر کے قائل ہیں

(کہتے ہیں: کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں پہنچ جائے تو بارش ہوتی ہے یا قحط پڑتا ہے یا اٹوفان آتے ہیں وغیرہ۔ اسی طرح یہ لوگ انسان کے نام اور تاریخ پیدائش سے سیارہ نکلتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ اس کی پیدائش کے وقت یہ سیارہ فلاں برج میں تھا اور اس کی یہ تاثیر ہے، یہ سعد ہے یا نحس ہے۔

موجودہ دور میں کسوف (سورج گر ہن) خسوف (چاند گر ہن) کی سائنسی توجیہہ اور عادی سبب تو سب کو معلوم ہے کہ جب دوران گردش زمین اور سورج کے درمیان چاند حائل ہو جاتا ہے تو سورج کی روشنی جزوی یا کلی طور پر زمین پر پہنچ نہیں پاتی اور تاریکی چھا جاتی ہے، اسے سورج گر ہن کہتے ہیں اور جب چاند اور سورج کے درمیان زمین حائل ہو جاتی ہے تو چاند گر ہن ہو جاتا ہے۔ سائنس دانوں اور ماہرین فلکیات کے نزدیک یہ ایک معمول کی بات ہے جو وقایوں قائم ظہور میں آتی رہتی ہے۔

سورج و چاند گر ہن کے بارے معاصر روایات و اثرات:

آج کے جدید دور میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جنہوں نے سورج اور چاند گر ہن کے بارے میں مختلف کہانیاں اور توهہات کو اپنا رکھا ہے۔ یہ قصے کہانیاں صدیوں سے چلی آ رہی ہیں جن کی ابتداء ایسے کم فہم افراد نے کی جن کا مقصد لوگوں پر اپنے جھوٹے علم کی دھاک بٹھانا تھا۔ قدیم زمانے سے چاند اور سورج گر ہن کو برا سمجھا جاتا ہے اور اس سے مختلف قسم کے توهہات و روایات و ابستہ ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1. سورج و چاند گر ہن کے بارے میں پہلا خیال یہ ہے کہ سورج و چاند گر ہن کے خصوصاً حاملہ خواتین پر نہایت منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ یہ عورت کی صحت پر بھی کئی بُرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اسی طرح حاملہ جانوروں پر بھی بُرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ قدیم روایات کے مطابق حاملہ خواتین کو چاند گر ہن کے موقع پر گھر کے اندر رہنا چاہیے اور کھلی فضا میں نکلنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ان روایات کے مطابق گر ہن حاملہ خواتین کے پیٹ پر اثر انداز ہوتا ہے، جو بچے کو جسمانی یا ذہنی معذوری کا شکار بھی بناسکتا ہے۔

2. سورج و چاند گر ہن کے بارے میں دوسرا خیال یہ ہے کہ یہ دل کے امراض، سائنس کے امراض، کھانسی، ٹھنڈگا، بلند فشار خون اور نیند میں خلل جیسے مسائل پیدا کر سکتا ہے۔

3. گر ہن انسانوں کو نفسیاتی و دماغی طور پر بھی متاثر کر سکتا ہے یہ رویوں میں منفی تبدیلیاں لانے کا سبب بن سکتا ہے اور اس سے متاثر شخص میں بے چینی، خوف اور خود کو غیر محفوظ تصور کرنے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے دماغی مریضوں کے مرض کی شدت میں گر ہن کے موقع پر اضافہ ہو سکتا ہے۔

4. ماہرین علم نجوم کے مطابق سورج و چاند کی درست سمت کسی انسان کی خوش قسمتی، دولت، صحبت اور روحانی قوت میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے اس کے بر عکس سورج و چاند کی غلط پوزیشن کسی انسان کی زندگی اور وقت پر بُرے اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

5. گر ہن سماحلی علاقوں میں مچھروں کی افزائش میں اضافے کا سبب بنتا ہے اس کے بر عکس پورا چاند مچھروں کی تعداد میں کمی کرتا ہے۔

سورج گر ہن اور ستاروں کی تاثیر کی بابت اسلام کا نظریہ:

قرآن مجید بنیادی طور پر "کتاب ہدایت" ہے، سورہ البقرہ آیت نمبر 2 میں اسے "اہل تقویٰ" کے لئے ذریعہ ہدایت۔⁹

اور آیت نمبر 185 میں سارے عالم انسانیت کے لئے ہادی قرار دیا گیا ہے۔¹⁰

ان دونوں آیات میں تطہیق اس طرح کی گئی ہے کہ قرآن کا پیغام ہدایت اور دعوت تو بلاشبہ ساری انسانیت کے لیے ہے لیکن اس سے فیض وہی پاتے ہیں جو اہل تقویٰ و ایمان ہیں۔ لہذا کتاب و سنت اور نبوت و رسالت کا بنیادی موضوع اور مشن عالم انسانیت کی رشد و ہدایت ہے۔ قرآن مجید اگر کہیں نفس و آفاق، حیات و کائنات، طبیعت، فلکیات، ارضیات اور دیگر سائنسی و فنی علوم کی جانب اشارات و تصریحات ملتی ہیں تو ان کا مقصد بھی اہل فکر و نظر کے لئے تعلق اور تفکر و تدبر کی دعوت ہے، تذکیر و موعظت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدائیت، قدرت و جلالت، اس کی کتاب مقدس اور اس کے رسول کرم ﷺ کی حقانیت و صداقت پر جھٹ قائم ہو جائے، اس میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کے بندوں کی فلاج و بقا کے لئے استعمال میں لانے کی ترغیب بھی ہے۔

ایماء کی حقیقت، ان کے آثار اور ان میں تغیر و تبدل کی سائنسی جیہات کیا ہیں؟ یہ قرآن و حدیث کا اصل موضوع نہیں ہے، یہ ضمنی مباحث ہیں تاہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر ان مباحث کو اپنی عظیم قدرت کی نشانی کے طور پر ضرور بیان فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَالشَّمْسُ تَحْرِي لِمُسْتَقْرِرٍ لَهَا دَلِيلٌ تَقْدِيرُ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ وَالْقَمَرُ قَدْرُنَاهُ مَنَازِلٌ حَتَّىٰ عَادَ
كَالْعَرْجُونَ الْقَدِيمِ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرُ وَلَا اللَّنُ سَابِقُ النَّهَارَ وَكُلُّ فِي
فَلَكِ يَسْبَحُونَ“¹¹

”اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے، یہ بڑی غالب اور علیم ہستی کا مقرر کیا ہوا نظام ہے، اور ہم نے چاند کے لئے بھی منزلیں مقرر فرمادی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی پرانی شاخ کی مانند (باریک) ہو جاتا ہے، نہ سورج کی یہ مجال کہ وہ (اپنی گردش کے دوران) چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے جاسکت ہے، اور ہر ایک (اپنے اپنے) مدار میں تیر رہا ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يُخْسِبَانِ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ“¹²

”سورج اور چاند حساب (اور قدرت کے مقررہ ضابطے) کے پابند ہیں سبزہ اور (کھڑے) درخت (اس کے حضور) سجدہ ریز ہیں“

”إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَرُوْلَا وَلَيْنِ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ“¹³

”بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ اپنی جگہ سے (نہ) ہیں اور اگر وہ ہٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی انہیں روک نہ سکے“

”إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاحْتِلَافِ اللَّيلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي يَجْرِي فِي الْبَحْرِ إِمَّا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَخْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مُؤْكَهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّنَا“

”ذَائِبَةٌ وَتَصْرِيفٌ الرِّياحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَحَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ“¹⁴

”بِلَا شَهْرٍ زَمِينٍ وَآسَماً كَيْ پیدائش، گردوش لیل و نہار اور ان کشیوں میں جو لوگوں کے نفع کی چیزیں لئے سمندر میں رواں دواں ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا، پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلایا اور ہوکی کی گردوش اور بادلوں میں جو زمین و آسمان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم تابع ہیں ضرور (ان سب میں) اہل عقل و خرد کے لئے (اللہ تعالیٰ کی معرفت کی) نشانیاں ہیں“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سورج، چاند، ستارے، بحر و برب، ہوا ہیں، بادل اور گردوش لیل و نہار، حتیٰ کہ پورا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے، یہ سب مظاہر کائنات ایک قادر مطلق ہستی کے غیر مرئی نظم و ضبط کی لڑی میں اتنی شدت سے بندھے ہوئے ہیں کہ کسی کو مجال اخراج فہم نہیں ہے۔ یعنی یہ نظام کائنات کوئی اتفاقی حدادش نہیں ہے بلکہ ایک مریبوط، اور مُتَّسِطِم شاہکار قدرت ہے۔

موجودہ دور میں کسوف (سورج گرہن) کی سائنسی توجیہہ اور عادی سبب تو سب کو معلوم ہے کہ جب دوران گردوش زمین اور سورج کے درمیان چاند حائل ہو جاتا ہے تو سورج کی روشنی جزوی یا کلی طور پر زمین پر پہنچنے نہیں پاتی اور تاریکی چھا جاتی ہے، اسے سورج گرہن کہتے ہیں اور جب چاند اور سورج کے درمیان زمین حائل ہو جاتی ہے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے۔ سائنس دانوں اور ماہرین فلکیات کے نزدیک یہ ایک معمولی کی بات ہے جو وفا قوتاً ظہور میں آتی رہتی ہے۔

لیکن اسلام کی نظر میں یہ ایک غیر معمولی صور تھا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور قدرت و کمال کی ایک عظیم نشانی ہے اور مومن صادق اسے اسی زاویہ نظر سے دیکھتا ہے گویا منظر ایک ہی ہے لیکن مومن و کافر اور ملحد کے زاویہ نظر اور طرز فکر میں بنیادی فرق ہے۔ کیونکہ جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ قدرت باری تعالیٰ کی ایک عظیم نشانی ہے تو اس کی حکمت قرآن نے یہ بتائی ہے کہ: ہم اپنی نشانیاں (اپنے عذاب سے) ڈلانے کے لیے بھیجتے ہیں۔¹⁵

یعنی یہ مقام عبرت ہے کہ جب سورج جیسا عظیم منجع حرارت و نور اور معلوم کائنات کا سب سے بڑا مظہر ایک خاص وقت میں اور ایک خاص مرحلے پر زمین تک اپنی روشنی کی ترسیل پر قادر نہیں ہوتا اور اس کی روشنی کی شعاعوں کی راہ میں ایک محدود وقت کے لئے زمین یا چاند کا حائل ہونا محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے اور کسی کے بس میں نہیں کہ وہ اپنی قدرت و طاقت کے بل پر اس میں کوئی تبدیلی لائے یا اس گرہن کو ٹوٹ دے یا اس کی مدت میں کمی بیشی کر دے۔ تو اس موقع پر انسان یہ سوچے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ سورج کے منجع حرارت و نور سے روشنی کو بالکل سلب فرمادے تو کس کے بس میں ہے کہ اسے بحال کر سکے اور جب قیامت قائم ہو گی تو ایسا ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”إِذَا الشَّمْسُ كُوَرَثَ“¹⁶

”جب سورج لپیٹ دیا جائے گا (یعنی سورج کی وہ روشنی جو ساری کائنات کو منور کرتی ہے، اسی پر لپیٹ دی جائے گی اور اس کی ترسیل روک دی جائے گی)“

لہذا بندہ مومن جب قدرت باری تعالیٰ کی ایسی آیات عظیم کو دیکھئے تو سرپا تسلیم و رضاہن کر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جائے اور یہ سوچ کہ جب سورج اور چاند جیسے عظیم مظاہر کائنات اس کے حکم کے آگے بے بس ہیں تو انسان عاقل کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کی حکم عدویٰ کرے۔

قرآن نے آسمانوں کی تعداد نو نہیں بلکہ سات بتائی ہے۔ قرآن میں ”بروج“ کا ذکر ہے لیکن ”بروج“ سے سورج کے سفر کی منازل ہیں۔ اسلام کی رو سے بارش کے برنسے، قحط سالی یا طوفان آنے سعدیا خس ہونے میں ستاروں کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ تمام امور اللہ تعالیٰ کی تقدیر، مشیت اور حکم کے تابع ہیں، اسی کی ہستی مکوث بالذات ہے۔ متفق علیہ حدیث ہے۔

صحابی زید بن خالد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیثیہ میں صحیح کی نمازو پڑھائی، اس وقت رات کی بارش کا اثر باقی تھا، نمازو سے فارغ ہو کر آپ حاضرین کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟“ صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے بعض کی صحیح ایمان پر ہوئی اور بعض کی کفر پر ہوئی ہے، جس شخص نے یہ کہا کہ ہم پر خدا کے نصل و کرم سے بارش ہوئی، اس نے مجھ پر ایمان رکھا اور ستاروں کا کفر کیا، اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں ستاروں کی تاثیر سے بارش ہوئی، اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں پر ایمان رکھا۔“¹⁷

چنانچہ احادیث مبارکہ میں بکثرت آیا ہے جب سورج گرہن لگتا تو حضور ﷺ نے اس لئے نکل کھڑے ہوتے۔ ایک اور روایت میں کہ اس کی تاریکی کو دیکھ کر قبر کی تاریکی کو یاد کرو اور عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

پس معلوم ہوا کہ سورج گرہن کا کسی کی موت و حیات اور نفع و نقصان سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ہی کسی شبھ گھڑی یا بخش ساعت سے اس کا کوئی تعلق ہے، اسلام کی رو سے یہ سارے توبہات، نظریات اور عقائد باطل ہیں، فقط اتنی بات درست ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا سورج گرہن کے موقع پر نماز کسوف پڑھنا اس لئے تھا کہ اس عالم اسباب میں لوگوں کی نظر اسباب پر ہوتی ہے اور نبی کریم ﷺ کی نظر ذات مسبب الاصباب پر ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی جلالت، عظمت اور ہیبت دل پر چھا جاتی تھی کہ حرارت و نور کے اتنے بڑے سرچشمے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کنٹرول کر رکھا ہے، اگر یہ زمین کے قریب آجائے تو سب کچھ جل کر خاکستر ہو جائے اور اگر زمین سے بہت دور چلا جائے تو شدید سردی کے سبب سارے ذی حیات فنا ہو جائیں لہذا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز، توبہ و استغفار، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور ذکر و تسبیح کی تعلیم دی۔ سورج گرہن کے وقت سورج کی طرف دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے، البتہ اگر طبی لحاظ سے ماہرین کی رائے میں نقصان کا اندریشہ ہو تو ضرور احتیاط کریں یا ان آلات کی مدد سے دیکھیں جو تجویز کئے گے ہوں۔ یہ خیال بھی شرعاً بالکل باطل ہے کہ سورج گرہن کے موقع پر خواتین بالخصوص حاملہ خواتین پر کوئی خاص اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان توبہات کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ البتہ خواتین کو بھی چاہیے کہ نماز، ذکر، توبہ و استغفار اور تسبیح و تحمد میں مشغول رہیں۔

صلوٰۃ کسوف و خسوف:

سورج گر ہن کے وقت دونماز رکعت سنت موکدہ ہے، بجماعت پڑھنا مستحب ہے، چار رکعت یا زیادہ بھی پڑھی جاسکتی ہیں، اس میں اذان واقامت نہیں ہے، نقہ حلقی کے مطابق خطبہ بھی نہیں ہے اور یہ نماز عام نوافل کی طرح پڑھی جائے گی، افضل یہ ہے کہ سورج روشن ہونے تک نماز میں مشغول رہیں۔ قرات طویل کریں اور رکوع و سجود میں تسبیحات بھی زیادہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو چکے ہوں تو دعا، اذکار اور استغفار میں مشغول رہیں۔ نماز بجماعت میں قرات بلند آواز سے نہ کریں۔ یہ نماز تھا بھی پڑھی جاسکتی ہے، بجماعت پڑھنی ہو تو عید گاہ یا مسجد میں پڑھیں۔ چاند گر ہن کی نماز مستحب ہے، اسے تہبا پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر تکبیر کہنے اور صدقہ دینے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ الہذا صدقہ و خیرات بھی مستحب ہے۔

ستاروں کی تاثیر:

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر حاضرین کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ صحابہ نے عرض کیا: ”اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں میں سے بعض کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعض کی کفر پر، جس شخص نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم پر بارش ہوئی، اس نے مجھ پر ایمان رکھا اور ستاروں کا کفر کیا اور جس شخص نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی تاثیر سے ہم پر بارش ہوئی، اس نے میرا کفر کیا اور ستاروں پر ایمان رکھا (واضح رہے کہ اس رات بارش ہوئی تھی اور صبح تک اس کا اثر باقی تھا۔“¹⁸

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے یا ہوتا ہے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا ہے کہ اس کی ہستی مؤثر بالذات ہے، کائنات کے تکونی نظام میں ستاروں یا کسی اور چیز کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ عالم اسباب میں بعض چیزیں ظاہر علت اور معلول اور سبب اور مسبب کے رشتے میں منسلک ہیں، لیکن ان امور میں بھی اسباب کی تاثیر قطعی اور ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقریر اور مشیت کے تابع ہیں۔ مثلاً شافی الامر ارض بالذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس کی مشیت ہوتی ہے تو دوسرے شفائل جاتی ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح وہ اپنی مشیت کو نافذ کرنے میں اسباب کا محتاج نہیں ہے بلکہ یہ محض اس کی سنت جاری ہے، مثلاً عالم اسباب میں انسان کی تخلیق کا سبب والدین ہیں، لیکن اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے ویلے کے بغیر، حضرت حوا علیہ السلام کے عورت کے ویلے کے بغیر اور حضرت آدم علیہ السلام کو مردوزن کے بغیر پیدا فرمائیہ ثابت کر دیا کہ اس کی قدرت اسباب کی محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”فَلَا أُفْسِمُ بِمَا وَقَعَ السُّجُومُ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ إِنَّهُ لِقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَكْتُوبٍ لَا يَمْسِهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَفَيْهُدَا الْحَدِيثُ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ وَتَحْكَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تُكَدِّبُونَ،“¹⁹

”تو مجھے قسم ہے ان مگبوں کی جہاں ستارے واقع ہوتے ہیں، اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے، بے شک یہ بڑی عزت والا قرآن ہے، محفوظ کتاب میں (ہے)، اس کو صرف پاک لوگ چھونے کے اہل ہیں، (یہ) رب العالمین

کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے، تو کیا تم اس کلام کے ساتھ لا پرواہی کرتے ہو اور تم (قرآن میں) اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ (اسے) جھٹلاتے ہو۔“²⁰

قدیم فلسفہ یونان اور علماء بیت کا یہ کہنا ہے کہ سات آسمانوں میں ہر آسمان پر ایک گردش کرنے والا ستارہ ہے جسے "کوکب سیارہ" کہتے ہیں، پہلے آسمان پر قمر، دوسرے پر عطارد، تیسرا پر زهرہ، چوتھے پر شُش، پانچویں پر مرنخ، چھٹے پر مشتری اور ساتویں پر زحل ہے۔ آٹھویں آسمان پر "ثابت" ستارے ہیں جو حرکت نہیں کرتے، نواں آسمان فلک اطلس پر ہے جس پر کوئی ستارہ نہیں ہے۔

آٹھویں آسمان پر ستاروں کے اجتماع سے جو بیت بنتی ہے وہ نویں آسمان کے شفاف ہونے کی بناء پر اس منعکس ہوتی ہے۔ یہ بارہ شکلیں ہیں: ثور، جوزا، سرطان، اسد، سمنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔ ان کو علماء "برج" کہتے ہیں۔

اہل نجوم جو ستاروں کی تاثیر کے قائل ہیں، کہتے ہیں کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں پہنچ جائے تو مثلاً براش ہوتی ہے یا قحط بڑتا ہے یا دریا ڈل اور سمندروں میں طوفان آتے ہیں، یا اچھی فصل پیدا ہوتی ہے وغیرہ، یہ لوگ کسی شخص کے نام اور اس کی تاریخ پیدائش سے اس کا ستارہ نکالتے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ اس کی پیدائش کے وقت اس کا ستارہ فلاں برج میں تھا اور یہ ستارہ سعد ہے یا نحس۔ اور پھر اس کی زندگی کے واقعات کو اس ستارے سے جوڑتے ہیں کہ مثلاً جب وہ فلاں برج میں پہنچے گا تو اسے سفر میں، تجارت میں یا کسی اور مقصد میں کامیابی ہو گی یا ناکامی۔ اخبارات میں کالم شائع ہوتے ہیں کہ "آپ کا یہ ہفتہ کیسار ہے گا" یہ سب انکل پچوہ باتیں ہیں، ظن و تجھیں کے خیالی گھوڑے ہیں جو دوڑائے جاتے ہیں۔ اسلام میں ایسے باطل نظریات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے، قضاؤ قدر، تقدیر اور نظام کائنات کی باغِ دوڑ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے، وہ مالک و مختار ہے، اس کی مشیت کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ علا مہ اقبال نے سچ کہا ہے۔

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا وہ خود فرانجی افلاک میں ہے خوار وزبوں

قرآن مجید میں "بروج" کا ذکر ضرور ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور بر جوں والے آسمان کی قسم"²⁰

لیکن ان بروج سے مراد سورج، چاند اور ستاروں کی منزلیں ہیں، کسی چیز یا کسی شخص کے خیر و شر میں یہ موثر بالذات نہیں ہیں اور حدیث نبوی ﷺ کی رو سے جوان ستاروں کو تکونی امور میں موثر بالذات مانے، وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مکنر ہے۔

"عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: حَسَقَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّيْرُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرِعَا، يَحْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى بِأَطْوُلِ قِيَامٍ وَرَكْعَوْ وَسُجُودٍ رَأْيَتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ، وَقَالَ: «هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ، لَا تَكُونُ لِمَوْتٍ أَحَدٌ وَلَا حِيَاةٌ، وَلَكِنْ يُنْتَوْفُ اللَّهُ بِهِ عِنَادٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، فَافْرَغُوا إِلَيْ ذِكْرِهِ وَذِعَائِهِ وَاسْتَعْفَارِهِ»"²¹

"ابو موسیٰ الشعراًی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کے عہد کریم میں ایک مرتبہ آنکھ میں گہن لگا، آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام و رکوع کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کر

تے نہ دیکھا اور فرمایا: اللہ عنزو جل کسی کی موت و حیات کے سبب اپنی نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا لیکن ان سے اپنے بندوں کو ڈراحتا ہے لہذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دعا و استغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔

”عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: «صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوفِ فَلَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا»²²

”حضرت سمرہ بن جذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے گہن کی نماز پڑھائی اور ہم رسول اللہ ﷺ کی آواز نہیں سنتے تھے، یعنی قراءت آہستہ کی“

یہ خیال شرعاً بالکل غلط ہے کہ سورج یا چاند گر ہن کے موقع پر خواتین بالخصوص حاملہ خواتین پر اثرات مرتب ہوتے ہیں یا انہیں اُس وقت چلتے پھرتے رہنا چاہیے، ان تو ہمات کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے، ہاں خواتین کو بھی چاہیے کہ نماز، توبہ، ذکر و استغفار اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہیں اسی طرح حاملہ جانور کو بھی سورج گر ہن یا چاند گر ہن کے وقت کھڑا رکھنے یا چلاتے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حاملہ عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ نماز پڑھے، دعا کرے تو بہ استغفار کرے وغیرہ اور اس وقت کام کرنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے اور عوام میں جتنی باتیں مشہور ہیں کہ حاملہ عورت کوئی کپڑا وغیرہ نہ کاٹے، سو نہیں سکتی، چلتی پھرتی رہے، یہ کام نہ کرے وغیرہ وغیرہ یہ سب بے اصل اور باطل ہیں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کے تو ہمات ہیں، جن کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں۔ نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، جو کچھ ہو گا اس کی طرف سے ہو گا، سورج یا چاند گر ہن یہ موثر بالذات نہیں ہیں اور نہ ہی اس پر یقین رکھنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں جب سورج گر ہن لگا تو اتفاق سے ان ہی دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا، تو بعض لوگوں نے سورج گر ہن زمین کو اسی کا سبب قرار دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باطل نظریات کی واضح تردید کرتے ہوئے فرمایا: ”ترجمہ: چاند اور سورج گر ہن کسی کی موت یا زندگی سے نہیں لگتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھو۔²³

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

”اس حدیث پاک میں اس بات کو باطل قرار دیا گیا جو اہل جاہلیت اعتقاد رکھتے تھے کہ ستارے زمین میں موثر ہیں اور خطابی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت اعتقاد رکھتے تھے کہ چاند یا سورج گر ہن زمین میں موت یا نقصان کے موجب ہیں، تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمادیا کہ ایسا اعتقاد باطل ہے اور سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی مخونق اور تنجیز شدہ ہیں اور ان کے غیر میں ان کا کوئی اثر نہیں اور نہ اپنے سے کچھ دور کرنے کی طاقت۔“

لہذا مسلمانوں کو ان بالتوں پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیے، بس اللہ تعالیٰ پر ہی توکل رکھنا چاہیے، وہی ہر شے کا مالک ہے، نفع و نقصان اسی کے اختیار میں ہے۔ لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ اس وقت کام کا ج کرنا، کپڑا وغیرہ کاشنا ضروری بھی نہیں ہے لہذا اگر کوئی حاجت نہ ہو تو عورت ان کاموں سے احتیاط کرے اور تسبیح و اذکار میں مشغول رہے، کیونکہ بالفرض اس عورت کے بچے میں قدرتی طور پر ہی کوئی

نقص ہوا تو لوگ ان باتوں پر اور پختہ اعتقاد رکھیں گے اور ساری عمر کے لئے اس کی جان کاروگ بنادے گے اس عورت نے سورج گر ہن یا چاند گر ہن کے وقت یہ کام کیا تھا اس وجہ سے بچ ایسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو احکام شریعت پر عمل کرنے اور بری خرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہ:

1. اسلام دین فطرت ہے جس میں انسانی فطرت اور ہر علاقے کی تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے الیہ کہ وہ دین کے مسلمات سے ٹکرائے۔
2. معاشرے میں سورج اور چاند گر ہن کے اوقات میں پائی جانے والی توهہات اور رسومات کا ایک باعث مسلک سے انحراف ہے اور خود سائنسی نظریات کی تقلید بھی ہے۔ بڑی تعداد میں لوگوں نے جہالت اور کچ نبھی کے نتیجے میں مذہب کی تعلیمات کے قطعی بر عکس معیوب رسم و رواج کو مذہبی سمجھ یا قرار دے کر اختیار کر لیا ہے۔ سورج اور چاند گر ہن کے بارے میں یہ توهہات صدیوں سے چلے آرہے ہیں جن کی ابتداء ایسے کم فہم افراد نے کی جن کا مقصد لوگوں پر اپنے جھوٹے علم کی دھاک بٹھانا تھا۔
3. تعلیمات اسلامی کی تعبیر و تعریج کا مسئلہ ہو یافتہ نویسی کا عمل ہو بہرہ دو صورت رسم و رواج پر گھری نظر کھنی چاہیے ورنہ فقہی جزئیات تاقابل عمل اور جمود کا شکار ہو جائیں گی۔
4. ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے میں راجح ان رسومات کو قرآن و سنت کی روشنی میں اپنائیں اور ان میں اعتدال پسندی کے پہلو کو نظر اندازنا کریں۔

حوالی و مراجع:

¹ الترمذی، محمد بن عیینی، سنن الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی لبس الفراء 3/272 دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998، ج: 1726۔

² ہاشمی، پروفیسر حمید اللہ شاہ، اسلام اور سائنس، ص: 72، مکتبہ دانیال، لاہور۔

³ ایضاً: 62۔

⁴ کاظمی، سید شبیر احمد، فہم الفکلیات، ص: 119، مکتبہ دارالعلوم، کراچی۔

⁵ المترشد، مولانا کمال الدین معاصر، جغرافیہ و فلکیات، ص: 115-116، جامعہ اسلامیہ کلفٹن، کراچی۔

⁶ اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا پر اجیکٹ، سائنس انسائیکلو پیڈیا، ص: 1306، 1305، وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اپر مال لاہور 2007ء۔

⁷ مولانا، اسد اللہ شہباز معاصر، تفہیم الفکلیات، ص: 129، الفلاح کراچی، 2009ء۔

⁸ ایضاً: 132۔

⁹ المقرہ: 2۔

¹⁰ المقرہ: 185۔

¹¹ یہیں: 38، 39، 40۔

¹² امر حملن: 5، 6۔

¹³ الفاطر: 41۔

¹⁴ البقرہ: 164۔

¹⁵ بنی اسرائیل: 59۔

¹⁶ الکوہیر: 1۔

¹⁷ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من قال مطرنا بالنوع، ح: 193۔

¹⁸ ایضاً صحیح المسلم: 193۔

¹⁹ الواحده 75 تا: 82۔

²⁰ البروج: 1۔

²¹ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ح: 1059۔

²² ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ح: 1264۔

²³ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ح: 1057۔